جاری-----

جناب عمران خان تورنگزئی ، جواب دینا ہے ' ہم نے اپنے رسول صلی اللہ وسلم کو جواب دینا ہے۔ تو اگر ہم اپنا قرآن اٹھائیں اور اپنی Wholy Bookاٹھائیں تو اس میں یہ سب چیزیں define ہوئی ہیں کہ abortion اور دوسرے کرائمز کی کیا کیا سزائیں ہونی چاہییں اور کیا کیا اس کے impacts ہیں۔ تو جو یہ سب کچھ ہو رہا ہے ہم راہ سے بھٹک گئے ہیں ۔مین چیز یہ ہے۔ دوسری چیز جو میں پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتا ہوں کہ rehabilitaion centre کی بات ہوئی ہے ۔ تو rehabilitation centres already establish ہیں ۔ لیکن rehabilitation centres کی اس طرح حالت ہے کہ اگر کوئی عورت crime کرے اور rehabilitation centre میں آ جائے یا اس کو کوئی abuse کرے تو rehabilitation centre کے لوگ اس کو پھر misuse کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، conclude کریں ۔

جناب عمران خان تورنگزئی: conclude کر رہا ہوں سر۔ دو پوائنٹس پہ میں واپس آنا چاہتا ہوں کہ ایک ہمارے دوست نے کہا کہ سعودی عرب کی کہ ادھر psychological ہو رہا ہے ۔ تو اگر It is behind door. تو کس کس کو پتہ ہے ۔ If behind door. تو کس کو پتہ ہے ۔ مجھے تو اس چیز کی سمجھ نہیں آئی کہ If behind the door. تو پھر facts and

figures میں کس طرح لائی گئی۔ تو سعودی عرب میں جو ہو رہا ہے وہ میرے خیال میں the most کیونکہ ادھر اسلامک قانون نافذ ہے Islamic' punishment ہو رہی ہے ۔ تو I would again request, if you know something, facts and figures تو وہ ایوان کے سامنے پیش کرے تاکہ ہمیں بھی پتہ چلے۔ لیکن if it behind the door تو میرا نہیں خیال کہ کوئی اسی کو پوائنٹ آؤٹ کرے گا۔ اور ایک اور چیز جو میرے ایک اور دوست نے اٹھائی کہ اسلامک یونیورسٹی بم بلاسٹ Even if it is not crime punishment. ٹھیک ہے تو میں ان سے درخواست کروں گا کہ اسلامک یونیورسٹی کے جو طالبعلم ہیں وہ یہ صحیح facts and figures اٹھائیں اور ہمارے ایوان میں پیش کریں کہ ہم گرین پارٹی اور بلیو پارٹی مل کے اس کو صحیح فورم پہ اٹھائیں high ups کے ساتھ کہ جو عورتیں یا سٹوڈنٹس ادھر مسنگ ہیں وہ کدھر گئے ہیں۔ تو اس کے لئے میں ان سے درخواست کروں گا کہ اس پہ صحیح کام کریں اور ہماری پارٹی سے بھی لوگ ان کے ساتھ ہیں کہ وہ صحیح facts and figures کو لے کے اس کو صحیح فورم پہ اٹھائیں ۔

-Thank you jee.

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر نور بخت۔

نور بخت گھمن : Thank you so much Honourable Speaker. I would like to say first of all, I would like to say, it is not mentioned in the motion that the capital

punishment should be given on the grounds of religion.

So, second of all, I would like to answer. He said, how I

note it it is behind the door? So, the answer is very

پڑھتے وہ simple. Journalists work on this field and I hope.

رہتے ہوں گے اخباروں میں یا پھر ناولز میں بکس میں تو It is a fact.

And I have already mentioned. I provide the House with

-facts and figures.

جناب سپیکر: جناب علی انعام۔

جناب علی انعام خان: جناب سپیکر! بنیادی طور پر بات یہ ہے کہ ہم یہاں پر جس کام کے لئے آئے ہیں اور یہ جو موشن انہوں نے پیش کی ہے اس کا کوئی مجاز ہی نہیں بنتا' بالکل یہ آؤٹ آف سینس ہے۔ اگر آپ اس کو دیکھیں implementation of capital punishment

against strictly to the perpetrator of crime against women.

نہ تو انہوں نے کرائمز ڈسکس کئے ہیں اور جو انہوں نے کرائمز اپنی جو موشن تھی اس میں ہمیں بتائے گئے وہ تو بہت petty issues سے لے کر بہت بڑے بڑے ایشوز تک تھے۔ تو انہوں نے ہمیں یہ نہیں جتایا کہ کس کرائم کے خلاف میں ہمیں capital punishment کرنی چاہئے۔ دوسری یہ بات ہے کہ اگر ہم اسی طریقے سے بحث برائے بحث کرتے رہیں جو کوئی اسلام کے اوپر جا رہا ہے کوئی کسی کے اوپر جا رہا ہے اور real points کے اوپر

نہیں آ رہے ہیں اور اگر ہم ادھر real points اٹھا بھی رہے ہیں تو وہ اس کو counter attack کر رہے ہیں ۔ یہ تو انتقام والی بات ہو گئی ۔ کوئی یہ تو نہیں ہو گیا We are here to discuss this order or the day. جو یہاں پر ہمارے سامنے رکھا گیا ہے Simple is that۔

جناب سپیکر: جناب اورنگ زیب خان زلمئی صاحب ۔

جناب اورنگ زیب خان زلمئی : شکریہ جناب سپیکر ۔ جناب سپیکر! میں یہاں پہ ساحر لدھیانوی کی ایک نظم ہے اس سے میں دو اشعار پیش کرتا ہوں ۔ وہ کہتے ہیں کہ

عورت نے جنم دیا مردوں کو
مردوں نے اسے بازار دیا
جب چاہا تو مسلا کچلا
جب چاہا تو دھتکار دیا

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ آج تک ہم نے عورت کو انسان نہیں مانا۔ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے میں ہر فرد کی قدر کرتا ہوں۔ لیکن اگر کوئی کہتا ہے کہ ہم عورت کو انسان سمجھتے ہیں تو پھر ڈاکٹر شازیہ کے ساتھ ہم نے کیا کیا۔۔

جناب سپیکر: کیپیٹل پنشمنٹ ۔

جناب اورنگ زیب خان زلمئی : اس پہ آتا ہوں۔ پہلے میں اس کا سیاق و سباق دے لوں ۔اس کے بعد مختاراں مائی کے ساتھ کیا کچھ ہوا۔ کس کو سزا ملی ، کیوں سزا نہیں ملی۔

جناب سپیکر۔ اسے مختصر کریں۔

جناب اورنگ زیب خان زلمئی ۔ یس سر ۔ اس کے علاوہ عافیہ صدیقی کے ساتھ کیا ہوا ۔ اسکے علاوہ بینظیر بھٹو کو ہم نے assisnate کیا اور so called plugging of the bell. جو سوات میں ہوا تھا اور جو کہ ایک case تھا۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم عورت کو انسان نہیں سمجھتے ہیں۔ جناب سپیکر! مشرف کے دور میں ایک بل پاس ہوا اور بل تھا کہ زنا بالجبر اور زنا بالرضا ' اس اس کے لئے پاس کیا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ شرم کرنی چاہئے کہ اس پارلیمنٹ کو کیوں کہ کرائم صرف یہ کرائم نہیں ہیں۔ بہت سارے کرائمز ہیں عورتوں کے خلاف اور وہ ہو رہے ہیں اور کسی کو سزا نہیں مل رہی ہے۔ جناب سپیکر! عورت نام ہے حیا کا عزت کا modesty' کا اور مجھے یہ بتائیں کہ صرف زنا ایک کرائم ہے۔ اگر ہم دیکھیں تو پشتون علاقے میں بلوچ علاقےمیں سندھ میں سرائیکی علاقے میں پنجاب میں مجھے کوئی یہ بتائے کہ عورت کے نام کتنی زمین ہے۔ کیا اس کا زمین حق نہیں بنتا۔ یہ ایک کرائم ہے اور جو نہیں دیتا یہ ایک کرائم ہے ۔ اس کے علاوہ مجھے جناب سپیکر! یہ بتائیں کہ پنجاب اور سندھ میں خواتین کے نام کتنے کارخانے ہیں کتنی خواتین انڈسٹریلسٹ ہیں ۔

جناب سپیکر۔ جی پرائم منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

رانا عمار فاروق (جناب پرائم منسٹر)۔ جناب آپ براہ مہربانی فیصلہ فرما دیجئے کہ آج زمینی اور proprietary حقوق کے بارے میں بات ہونی ہے یا capital punishment کے بارے میں بات ہونی ہے ۔

جناب اورنگ زیب خان زلمئی: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ کرائم کرائم ہے۔ کیپٹل کرائمز جو ہیں وہ جتنے بھی کرائمز ہیں اور خواتین کے خلاف جو کیسز ہیں۔

جناب سپیکر: آپ مختصر کریں۔

جناب شان حسین نقوی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: فرمائیں۔اورنگ زیب صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب شان حسین نقوی: جناب سپیکر! تھوڑی دیر پہلے ہماری بلیو پارٹی سے ایک صاحبہ اٹھیں تھیں اور انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر ریز کیا تو آپ نے کہا کہ تقریر کے دوران بالکل پوائنٹ آف آرڈر نہیں لیا جائے۔ جبکہ ابھی ہمارے پرائم منسٹر صاحب نے اٹھایا ہے۔ تو مہربانی کر کے آپ اس کو بھی تھوڑا سا دیکھیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: آرڈر آرڈر ان دی ہاؤس۔لیڈر آف اپوزیشن اور پرائم منسٹر کو یہ حق حاصل ہے۔

جناب اورنگ زیب خان زلمئی: جناب سپیکر! میں اپنے لیڈر آف دی ہاؤس کی اس aggressive attitude کی قدر کرتا ہوں کیونکہ پہلے میں نے کہا ہے کہ جو بھی ایوان میں ہے میں اس کی رائے کی قدر کرتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ میں اس بات پر مختصر کرتا ہوں کہ ہمارے یہاں لیڈر بیٹھے ہوئے ہیں جو این آر او ڈسکس کرتے ہیں۔58 ٹی بی ڈسکس کرتے ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جو عورتیں ہیں، خواتین کو social protection

دینی چاہئے ۔ اس کے علاوہ ان کو اپنے رائٹس دینے چاہیں اور جو بھی اس violate کرتا ہے اور جو بھی criminal ہے اس کو کٹہرے تک لایا جائے اور اس کو سخت سے سخت سزا دینی چاہئے .Thank you۔

جناب سپیکر، جناب شان حسین نقوی صاحب پوائنٹ آف آرڈر ۔

سید شان حسین نقوی ، شکریہ جناب سپیکر! کافی ایشوز پہ بات ہوئی ہے اس وقت میں مگر میں ایک تو type of crimes against women. جس کی وجہ سے capital punishment ہم نے forward کی ہے اس پہ بات کروں گا ۔ پھر solutions پہ بات کروں گا ایک ایک کر کے ۔ مگر سب سے پہلے میں ایک بات پہ clarification کرنا چاہوں گا کہ مجھے کافی افسوس ہوا ہے یہ جان کے کل ہمارے پرائم منسٹر کا خیال کہ جب انہوں نے کہا کہ If you don't like abortion then don't. میری translation کے مطابق اس کا صرف یہ بنتا ہے If you don't like murder, then don't. کیونکہ میرے فاضل بہت ہی اچھے دوست جو اس پارٹی میں بیٹھے ہیں سجاد صاحب انہوں نے میری مدد بھی کی۔ کانسٹی ٹیوشن میں یہ بات ہے کہ You cannot abort. کیونکہ ایک زندگی ہوتی ہے اور زندگی بھلے وہ دنیا میں آچکی ہو یا رحم مادر میں ہو وہ زندگی ہی ہوتی ہے۔ قتل قتل ہی ہوتا ہے اور قتل کے خلاف capital punishment ہی ہونی چاہئے۔ کیونکہ ابھی بار بار یہ کہا گیا ہے کہ capital punishment سے بات شروع کریں۔ تو میں capital punishment سے connect کروں گا اس بات کو اور دوسری بات کہ during pregnancy, abortion is

abortion over all. ہی ریجیکٹ کرنا چاہئے ہمیں مگر خاص طور پہ آج کی بات کرتا ہوں کہ gender base abortion ہو رہے ہوتے ہیں۔ وہ فیصلہ کر لیتے اگر فیمیل بے بی آنے والا ہے تو وہ اس کو abort کر دیتے ہیں۔ ویسے تو abortion کو ہی ہمیں reject کرنا چاہئے۔ مگر اس طرح کے aboration کو تو seriously ہمیں condemn کرناچاہئے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ post pregnancy abortion بھی ہوتا ہے۔ کیا ہوتا ہے؟ کیونکہ ہمیں پتہ ہے کہ یہ بہت زیادہ ہماری عوام اس کے بارے میں شعور نہیں رکھتی کہ pregnancy کے دوران وہ sex کے بارے میں جان سکتی ہے۔ مگر post pregnancy جب ان کو پتہ چلتا ہے کہ بیٹی پیدا ہوئی ہے تو وہ دو طرح کے abortions کرتے ہیں۔ ایک تو وہ بچے پہ بھی قدرے psychological اثر ہوتا ہے کہ وہ اس کی قدر نہیں کرتے۔ مگر چونکہ اس کے خلاف capital punishment put forward نہیں ہو سکتی تو بات نہیں ہوتی۔ مگر ماں پہ ہوتی ہے۔ کیا ہوتی ہے سب جانتے ہیں کہ سلنڈر پھٹتے ہیں، چولہے جلتے ہیں، مائیں جلتی ہیں، وجوہات کیا ہوتی ہیں ہم سب کو سوچنا چاہئے۔ تیسری بات Honour Killing اور ونی پہ بات ہوئی۔ میں کلیئر کرنا چاہوں گا کہ ونی کیا ہے۔ دو فریقین کے درمیان لڑائی ہوئی۔ سیٹلمنٹ کے لئے اس کی بیٹی اس کو دے دو اس کی بیٹی اس کو دے دو۔ کیا وہ گائے بھینس ہیں۔ کیا آپ نے اس کو دے کے جھگڑا حل کر لیا۔ اس پہ capital punishment کیوں ہم کہہ رہے ہیں کہ اس کی پوری زندگی تباہ ہو جاتی ہے۔ زندگی کے against زندگی ہونی چاہئے۔ capital

punishment اگر ہو گی تو اس کے خوف کے تحت وہ اس طرح کی باتیں نہیں کریں گے۔ دوسری بات Honour Killing کیا ہوتی ہیں کہ کارو کاری کے نام پہ ایک عورت کو آپ نے مار دیا۔ ابھی ایک خبر آئی تھی کہ بلوچستان میں ایک واقعہ ہوا تھا کہ ایک عورت کے اوپر ایک فیوڈل لارڈ نے کتے چھوڑ دئے تھے۔ میں تو یہ سوچتا رہتا ہوں کہ اس میں بڑا جانور کون تھا۔ وہ جانور جو اس عورت کو بھنبھوڑ رہے تھے یا وہ جانور جس نے ان جانوروں کو چھوڑا تھا۔ اس کے خلاف بھی capital punishment نہیں ہو سکتی تو مجھے نہیں پتہ کہ کس کے خلاف ہو سکتی ہے۔اب میں بحث برائے بحث نہیں کرنا چاہوں گا۔ I will come to solution. کیونکہ ہمارے فاضل پرائم منسٹر صاحب نے پہلے دن یہ بات کی تھی کہ ہم یہاں فیصلے کرنے بیٹھے ہیں باتیں کرنے نہیں بیٹھے ۔ فیصلے کرنے چاہییں ہمیں And I will really look forward کہ Prime Minister would help us in making that decisions۔ پہلا حل میرے پاس یہ ہے کہ ایک Regulatory Authority قائم کی جائے ہیلتھ سیکٹر کے اندر جو make sure کرے کہ abortion کون کر رہا ہے کیوں کر رہا ہے اور ان کو یہ اجازت کس نے دی ہے۔ دوسری بات ایجوکیشن پالیسی ہماری ایسی بنانی چاہئے کہ جس میں ایک تو genders کے بارے میں ہماری gender education ہونی چاہئے اور دوسری بات ایجوکیشن پالیسی میں ایڈ کرنی چاہئے وہ یہ کہ ہماری خواتین کو اپنے حقوق کا ہی نہیں اکثر پتہ ہوتا ہے۔ ایجوکیشن کا ہمارے ہاں یہ حال ہے۔ ایسی ایجوکیشن پالیسی بنائی جائے کہ ان کے اپنے حقوق کا پتہ ہو

تاکہ وہ اس کے خلاف کھڑی ہوسکیں تاکہ جو کیسز فائل نہیں ہوتے وہ فائل ہوسکیں اور اس پہ کیپیٹل پنشمنٹ دی جاسکے ۔

جناب سپیکر: اسے conclude کریں ۔

سید شان حسین نقوی : تیسری بات یہ کہ جو حل میں بتانا چاہوں گا اور بار بار اس بارے میں بات ہو چکی ہے کہ لاز بنے ہوئے ہیں اور کانسٹی ٹیوشن بنا ہوا ہے لیکن اس پہ عمل نہیں ہو رہا۔ عمل کس طرح نہیں ہو رہا۔ اگر عمل ہو رہا ہوتا ' لاء کا آرڈر ہوتا تو خود سے فریقین ونی کے تھرو اور Honour Killing کے تھرو فیصلے نہیں کر رہے ہوتے۔ آپ کو make sure کرنا چاہئے کہ لاء اینڈ آرڈر جو رجسٹریشن ہوئی ہوئی ہے اس پہ عمل ہو رہا ہو تاکہ اس طرح کی Honour Killings نہ ہوں۔ تو لاء کو فوراً implement کیا جائے۔ I think that is enough. Thank you very much.

Mr. Speaker: Point of order is not allowed. To conclude, I will ask the Honourable Youth Prime Minister to make a brief statement.

جناب عمار فاروق (جناب پرائم منسٹر) : آنریبل سپیکر صاحب معظم و مکرم اپوزیشن نے موشن پیش کی۔ لب لباب اس کا یہ ہے اور خواتین کے بارے میں انہوں نے بہت تفصیلاً اور بہت وضاحت کے ساتھ اور فصیح انداز میں بیان کیا کہ خواتین کے خلاف بہت سے جرائم پیش آتے ہیں اور ان کے خلاف جو سزا ہے اس کو بہت سخت ہونا چاہئے اور موشن یہ بات کہہ رہی ہے کہ capital punishment issue کرنی چاہئے۔ ہم اس بات کا انظار

کرتے رہے کہ ہمیں اس بات کی وضاحت دی جائے کہ کن کن جرائم کے خلاف capital punishment یا موت کی سزا دی جائے اور باقیوں کے لئے کیا تجاویز آپ دیتے ہیں۔ اگر آپ یہ سمجھتے تھے کہ کسی عورت کے خلاف اگر کوئی بھی جرم ہو جائے۔ اس کی چوڑیاں چوری کر لے یا اس کو کوئی قتل کر دے تو ہر بات پہ ہی capital punishment مل جانی چاہئے۔ تو برائے مہربانی اس بات کی وضاحت کر دیتے تاکہ ہم اس بات پہ تقریر کرتے۔ اب مجھے نہیں پتہ کہ موشن کیا پیش کی گئی تھی۔ اس لئے میں assumptions پہ مفروضات پہ آگے بات کو بڑھاؤں گا اور دوسری بات یہ کہ اپوزیشن کی طرف سے موشن آئی تھی capital punishment پہ بات کرنے کی۔ اگر یہ صحیح یہ موشن دے دیتے کہ آج مشاعرہ کر لیتے ہیں اور capital punishment پہ کل بات کر لیں گے۔ تو ہم وہ بھی کر لیتے۔ مگر کیونکہ خود انہوں نے capital punishment پہ بات کرنے کی تجویز دی۔ تو ان کا کم از کم اخلاقی فرض بنتا ہے کہ اپنی موشن کو فالو کرتے وقت آپ خود تو capital punishment پہ گفتگو کریں۔ اب موضوع پہ آتے ہوئے جناب The points that the Honourable Member of the Opposition raised about permanent infanticide یعنی ایک بچی کو جو یا نومولود ہو یا قبل از وقت پیدائش ہو کو مار دینا یہ انسانیت کے خلاف ایک جرم ہے اور ہم سب اس کی بھرپور مذمت کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس کے حق میں definitely قوانین بنانے کی ضرورت ہے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ قوانین پاکستان میں abortion کے بارے میں موجود ہیں۔

لیکن بدقسمتی ہماری پھر یہ ہے کہ کسی معزز رکن اسمبلی نے آج ان قوانین کی بھی بات نہیں کی جو exist کرتے ہیں اور نہ ہمیں کوئی سیکشن بتایا گیا نہ ان کی تفصیلات بتائی گئیں۔ نقوی صاحب نے اس کا ایک ریفرنس دیا ہے۔ اس کو اٹھا کے دوبارہ پھر کسی نے بات بھی نہیں کی۔ اب میں یہ صرف کر سکا اس وقت کیونکہ نہ recommendations اپوزیشن سے آئی ہیں اور نہ گورنمنٹ نے کسی سے بات کی ہے کہ existing law میں کیا کیا خامیاں ہیں۔ اس لئے میں ابھی لاء اینڈ ہیومین رائٹس کی جو منسٹری ہے اس کو بھی اور کمیٹی کو بھی انسٹرکٹ کر رہا ہوں کہ اگلے سیشن سے پہلے پہلے ایک comprehensive report پیش کریں جس میں دو باتیں ہوں اور اس میں شعروشاعری سے اجتناب کریں۔ پہلی بات اس میں یہ لکھی ہو کہ موجودہ قوانین کا exact status کیا ہے اور اس میں کیا خامیاں ہیں اور دوئم کہ ان کو کس انداز میں تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ ذمہ داری ہے کمیٹی کی اور منسٹری کی جو میں آپ کو ذاتی یقین دلاتا ہوں کہ میں ان سے expect کر رہا ہوں کہ اگلے سیشن سے پہلے ہمیں رپورٹ پہنچائیں۔ جہاں تک بات ہے ریپ کی۔ آپ تمام قانون دان ہیں اور آپ کے علم میں یہ بات ہو گی کہ جب Women Protection Bill لایا گیا تو دو significant amendments تھیں ۔ جہاں تک sexually offences کا sentences تعلق ہے ۔ adultery کی sentence نہیں تبدیل ہوئی تھی fornication اور ریپ ہی ہو گئی۔ جو کرنٹ لاء ہے Women Protection Bill کے اندر وہ یہ ہے کہ ریپ کی سزا دس سے پچیس سال ہے۔ اب یہ بات کرنا کہ

capital punishment کیا صحیح ہے یا نہیں ہے یہ بعد کی بات ہے۔ میرا opinion جو ہے، میری پارٹی کا opinion جو ہے یا اپوزیشن کا opinion جو ہے یہ بات تب کی جائے گی جب ہم یہ موشن اٹھائیں گے کہ کیا capital punishment بذات خود کی روح ہی صحیح ہے یا نہیں۔ ابھی بات یہ ہو رہی ہے کہ ہمارے آئین میں ہماری پینل کوڈ میں اس کی سزا موجود ہے۔ کیا اس کو extend کیا جائے ان قوانین کے لئے یا نہیں۔ تو گزارش یہ ہے کہ already exist کر رہا ہے لاء اور ریپ کے وہ کیسز under Women Protection Bill جہاں commit کرنے والے دو یا دو سے زیادہ تعداد میں ہوں۔ تو ان کے لئے جو سزا متعین کردہ ہے وہ سزائے موت یا عمر قید کی سزا ہے۔ اب یہ بھی recommendations کسی نے نہیں دیں کہ کیا اس میں وہ ترمیم کر کے دو یا دو سے کم کا بھی احاطہ کرنا چاہتے ہیں۔ ابھی چونکہ تمام تقاریر ہو گئی ہیں اور تمام موضوعات پر بحث کرنے سے اجتناب کر دیا گیا ہے۔ تو میرے پاس یہی ایک رہ جاتا ہے آخری طریقہ اور یہ بھی میں منسٹری والوں کو اور کمیٹی کو میں رکمینڈ کروں کہ یہ دس سے پچیس سال اور گینگ ریپ کی صورت میں لائف کی death کی جو سزا ہے اس کے بھی pross and con. کی ایک چھوٹی سی سمری بتائی جائے اور اگر کوئی فوائد ان کو نظر آتے ہیں death sentence کی extension کے تو وہ بھی ہمیں بتا دئے جائیں۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب خضر پرویز پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب خضر پرویز: بہت شکریہ آنریبل سپیکر۔ سر کچھ چیزیں جو میں کلیریفائی کرنا چاہوں گا لیڈر آف دی ہاؤس نے کہیں اور سب کے ذہنوں میں بھی یہ باتیں ہوں گی۔ سب سے پہلے تو میں معذرت چاہوں گا کہ میں نے اپنی تقریر آدھی اردو میں اور آدھی انگلش میں کی اور لکھا بھی یہاں پہ انگلش میں ہے کیونکہ صاحب نے بولا کہ سب capital punishment کے بارے میں بات کریں اور rape against women کے بارے میں بات کریں۔ جب کہ آپ دیکھیں تو لکھا ہوا ہے کہ crime against women جس کے اندر ہر کرائم آ جاتا ہے جس طرح کہ بہن نے بات کی کہ slap, abuse everything تو اگلی بار میں اپنی تقریر اردو میں کروں گا تاکہ سب کی سمجھ میں یہ بات آ جائے ۔دوسرا آج یہ دیکھ کے بڑی حیرت ہوئی کہ cross disucussion ہو رہی ہیں ، ہنسی مذاق ہو رہے ہیں۔ اس ایشو کو موشن میں لانے کا مقصد تھا کہ اس پہ کوئی ایکٹ کیا جا سکے ۔ کچھ بھی نہیں ہوا Nothing happened ۔ کوئی چیز نہیں پاس ہو سکی کوئی کمیٹی نہیں فارم ہو سکی۔ صرف یہ کیا گیا کہ ایک رپورٹ بنا کے پیش کی جائے Report is not the solution for this thing. It is not. آپ کہتے ہیں کہ سیکشن کی بات کی جائے ۔ ہمیں بتائیں کہ کیا ہے۔ میں نے اپنی شروع کی موشن کے بارے میں تقریر میں statistics پیش کئے کہ اتنی عورتوں کے ساتھ ریپ ہوا ہے اتنی عورتوں کے ساتھ کرائم ہوا ہے اور وہ کسی نے نوٹس نہیں لیا۔ دوسرا مغربی ملکوں کے بارے میں

معطل دی گئی۔

جناب سپیکر: اپ conclude کریں۔

جناب خضر پرویز: میں conclude کر رہا ہوں۔ ایک اور بات میں عرض کروں گا کہ بہت سے لوگ اپنی بات اس وجہ سے ختم نہیں کر سکے اور پوری پیش نہیں کر سکے اور capital punishment کے بارے میں بات نہیں کر سکے کیونکہ ہر بار جب وہ کرنا چاہتے تھے تو ان کو conclude کہہ دیا جاتا تھا۔ تو پلیز میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ ہماری باتیں پہلے پوری سن لیں اور اس کے بعد conclusion پہ آئیں تاکہ جو ہماری پارٹی سے دوسری اس کو ہمیں اپنی پوری بات کہنے کا موقع ملے۔ ہم نے پورے کرائمز کے بارے میں بات کی۔ لیکن میں پھر یہ درخواست کروں گا کہ

There should be a committee, that should be formed in order to highlight these crimes, in order to do something for the women. And that is I must say. Thank you.

جناب سپیکر: آنریبل پرائم منسٹر کی ہدایت کے مطابق ایڈوائس کے مطابق اس ریزولیوشن کو لاء کمیٹی کو ریفر کیا جاتا ہے۔ آرڈر ان دی ہاؤس۔ Mr. Imtiaz Ali and Mr. Hammal Muneer to move the next resolution.

جناب امتیاز علی کھوڑو: شکریہ سپیکر صاحب۔ مسٹر امتیاز علی اور حمل منیر "This House is of the opinion that Pakistan should

adopt aggressive policy on water issue against India and
an effective water management policy should be adopted
immediately". جناب سپیکر! بات کو آگے بڑھانے سے پہلے میں اس ریزولیوشن کی language اور wording کو کلیئر کرنا چاہوں گا تاکہ بعد میں misinterpretation اور misunderstanding نہ ہو سکے۔ اس ریزولیوشن کے دو پارٹس ہیں۔ پہلا تو پارٹ ہے aggressive policy on water issue against India. اور دوسرا پارٹ جو ہے وہ ہے "Effective management of water policy" اب پہلے پہ میں ڈسکس کروں گا

جناب سپیکر: آرڈر ان دی ہاؤس۔

جناب امتیاز علی کھوڑو: جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ دو پارٹس ہیں۔ اب پہلے پارٹ پہ میں ڈسکس کروں گا اور دوسرے پارٹ پہ میرے پارلیمنٹیرین حل منیر بات کریں گے۔ جناب سپیکر! واٹر ایشو جو پاکستان اور انڈیا کے درمیان ہے ایک انٹرنیشنل ایشو ہے۔ یہ بھی رپورٹس آ چکی ہیں کہ Future wars will be on water issue in the world, not just between Pakistan or India. اب پاکستان اور انڈیا میں جو بہت سارے bone of contention ہیں اس سے واٹر ایشو بھی ایک silent ہے جو ابھی تک emerge نہیں ہوا اور یہ security threat ہے پاکستان کے لئے مستقبل میں۔ پاکستان اور انڈیا کے درمیان جو واٹر ٹریٹی ہوئی تھی 1960 میں اس کے تحت چھ دریا پاکستان اور انڈیا کے درمیان devide کئے گئے تھے۔ اس میں سے تین جو پہلے پاکستان میں موجود تھیں وہ انڈیا کو دے دی گئیں۔

وہ دریا راوی، بیاس اور ستلج تھے۔ باقی تین جو جہلم چناب اور انڈس وہ پاکستان کو دئے گئے ۔اس کے تحت یہ ایک انٹرنیشنل ٹریٹی تھی۔ اس انٹرنیشنل ٹریٹی کو انڈیا والے traditionally ہر وقت violate کرتے رہے ہیں اور پاکستان گورنمنٹ نے کوئی ایسی پالیسی adopt نہیں کی کہ اس واٹر ایشو کو حل کیا جائے۔1990 میں انڈیا نے بگلیہار ڈیم بنانا شروع کیا جو دریائے چناب پر ہے اور دریائے چناب آہستہ آہستہ خشک ہوتا جا رہا ہے۔ میں گورنمنٹ سے یہ اپیل کرتا ہوں اور ان کی توجہ واٹر ایشو کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اس پر بہت a comprehensive policy adopt کی جائے اور میں تجویز یہاں پہ دوں گا کہ aggressive policy سے کیا مراد ہے اور وہ کس طرح بنائی جائے اور اس کے لئے strategy بھی suggest کروں گا کہ وہ پالیسی کیسے implement کی جائے۔ جناب سپیکر! aggressive policy دو طرح کی ہوتی ہیں۔ ایک تو diplomatic aggressive policy ہوتی ہے اور دوسری Militarily aggressive اب diplomacy on international level کہ public opinion بنایا جائے نیشنل اور انٹر نیشنل لیول پہ کہ دنیا کو یہ بتایا جائے کہ انڈیا پاکستان کے water resources پہ قبضہ جمائے جا رہا ہے اور دنیا کو یہ public opinion pro Pakistani بنایا جائے کہ دنیا پوری انڈیا کو پریشرائیز کرے کہ اپنے جو یہ ڈیمز بنائے ہیں more than 100 projects, dam projects جو بنائے جا رہے ہیں چناب دریا پہ اور انڈس پہ وہ اپنے کینسل کر دیں۔ اگر انڈیا دنیا کی بات نہیں مانتا اور پاکستان کی بات نہیں مانتا تو ہمارے لئے next جو ایک

بہت ہی گھمبیر سٹریٹجی ہے وہ militarily strategy ہے۔ ہم نہیں چاہیں کہ ہم بھوکے اور پیاسے مر جائیں۔ ہم لڑ کے اور اپنا حق چھین کے مرنا پسند کریں گے۔ جناب سپیکر! اور دوسری بات اپنی گورنمنٹ جو پاکستان کی گورنمنٹ ہے اس کو کہنا چاہوں گا اور اس سے پہلے میں ایک بات کہوں گا کہ کل ہمارے لیڈر آف دی ہاؤس نے ایک بات کی تھی جو مجھے سن کے بہت ہی مایوسی بھی ہوئی اور ہنسی بھی آ رہی تھی۔ وہ یہ بات کہ لیڈر آف دی ہاؤس نے کہی تھی کہ ہمیں اس پارلیمنٹ سے باہر نہیں سوچنا چاہئے اور یہ سوچنا چاہئے کہ یہ اورجنل پارلیمنٹ ہے۔ حالانکہ وہ بہت غلط تھے اور انہوں نے ایک immature بات کی تھی۔ اصل میں انہیں یہ پتہ نہیں ہے کہ ہماری اورجنل پارلیمنٹ اور ہے اور گروپ پارلیمنٹ کوئی اور ہے۔

جناب سپیکر: اپنے ٹاپک کی طرف آئیں۔

جناب امتیاز علی کھوڑو: ہمیں اس پارلیمنٹ کو سجیشن دینی چاہئے اور پالیسی ادھر deliver کرنی چاہئے۔ تو یہ میں ان کی بات ذہن سے کلیئر کرانا چاہتا ہوں۔ شکریہ جی۔ اب میں اپنے اورجنل پوائنٹ پہ آتا ہوں کہ یہ جو واٹر ایشو ہے۔ اب انڈیا کے خلاف ابھی جو انہوں نے more than 100 projects بنائے اب وہ ان کے کیسے کینسل ہو سکتے ہیں۔ میں نے دو سجیشنز بتائیں کہ ایک aggressive policy, diplomacy اور propoganda on world level دوسری militarily۔ اب انڈیا اگر نہیں مان رہا تو ہمیں militarily مجبوراً اڈاپٹ کرنی پڑیں گی۔ تو اس کے لئے

mobilization of resources ہو گی۔ اور mobilization of resources کے لئے ہمیں نیشن سے ایک public opinion بنانا پڑتا ہے۔ تو حکومت کو میں suggest کروں گا کہ اس پالیسی پہ بہت ہی ایک سرینجی بنائی جائے امپلیمنٹ کی جائے اور قوم کے ذریعے ہم انڈیا کو یہ دکھائیں کہ ہم اپنے national interest سے aware ہیں ہماری نیشنل انٹریسٹ کی اگر قدر نہیں کی گئی تو ہم کچھ بھی کریں گے۔ شکریہ جناب سپیکر۔ اب میں یہ دوسرے پارٹ کے لئے حمل منیر کو کہوں گا کہ اس پر کلیریفکیشن کریں۔

جناب سپیکر: حمل منیر صاحب۔

جناب حمل منیر (YP03 BALOCHISTAN 02) :

شکریہ سپیکر صاحب۔ جیسا کہ میرے دوست نے کہا کہ اگر ہمارے پاس کوئی آپشن نہ رہے اور ہم بھوکے مر رہے ہوں تو اس سے بہتر ہے کہ ہم لڑ کے مریں۔ میں کچھ مزید پوائنٹ کلیئر کرنا چاہتاہوں۔ پہلا پورشن میرے دوست نے بتایا اور اس ریزولیوشن دوسرے پورشن پہ میں بات کروں گا۔ میں واٹر مینیجمنٹ پالیسیز کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے حکمرانوں کا المیہ یہی ہے کہ وہ ہمیں شروع سے ڈیمز کی سیاست میں پھنساتے رہتے ہیں۔ انڈیا پانی روک رہا ہے اور پہلے تین دریاؤں کا پانی روکا اور ابھی مزید تین دریاؤں کا پانی روکنا چاہتا ہے اور پانی پاکستان میں کم ہوتا جا رہا ہے۔ ہماری agriculture based economy ہے۔ رائس، شوگر، ویٹ یہ تین ہماری مین پروڈکٹس ہیں۔ ان کے بغیر ہمارے کوئی انڈسٹریل بیس نہیں

ہے جس پہ ہم اس وقت انحصار کر سکیں۔ تو سر پانی کی جو کمی کا مسئلہ ہے وہ ہم ڈیمز سے شارٹ ٹائم میں پورا نہیں کر سکتے۔ ہمیں چاہیئے کہ چھوٹے پکے کینالز trickle irrigation system اور drip irrigation system جن کے ذریعے سے ہم اپنے پانی کی کمی کا مسئلہ پورا کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: آرڈر ان دی ہاؤس۔

جناب گل منیر: سر اس وقت دریائے سندھ سے ڈاؤن سٹریم کوٹری سے تقریباً صرف دس ملین ایکڑ فٹ پانی ڈسچارج ہو رہا ہے۔ جب کہ آج سے پچاس سال پہلے یہ ایک سو پچاس ملین ایکڑ فٹ تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بھی ہم پہ انڈیا کا پریشر پڑتا ہے اور پانی روکا جاتا ہے تو ہمارے پاس کوئی alternate option نہیں ہوتا۔ ہم اپنے دریاؤں کا پانی زیادہ سے زیادہ استعمال کر کے ڈیلٹا کی طرف پانی کم بھجواتے ہیں اور اس بات کو بالکل اگنور کر دیتے ہیں کہ ڈیلٹا کو پانی کی ضرورت ہے۔ اگر دریائے سندھ کے ڈیلٹا تک پانی نہ پہنچا تو چند سالوں کے بعد ہم سمندر کراچی دیکھنے کی بجائے حیدر آباد جایا کریں گے۔ چونکہ ڈیلٹا کی زمین بالکل سمندر کے لیول پہ ہوتی ہے اور سمندر کے پانی کو صرف دریا روکتا ہے جو ہر سال اپنے ساتھ کیچڑ لاتا ہے اور اس کیچڑ کی وجہ سے وہاں پہ mangrove forest اگتی ہیں اور ان فاریسٹ کی وجہ سے سمندری طوفان کے سیلاب روکے جاتے ہیں۔ تو اگر ہم دریا سندھ کا پانی سمندر کی طرف نہ چھوڑیں تو اس سے یہ ہو گا کہ جب بھی کوئی سمندر سے چھوٹا سا طوفان آ جائے گا تو ہمارے سارے ساحلی

علاقے خطرے میں پڑ جائیں گے۔ تو سر میں پوائنٹ کو اپنے کلیئر کرتا ہوں اور سجیشن دیتا ہوں کہ ہمیں ایک طرف تو انڈیا کے ساتھ aggressive policy اپنانی چاہئے ۔ کیونکہ ہمارا یہ پانی ہماری جان ہے۔ جیسا کہ مصر کہا جاتا ہے کہ یہ تحفہ نیل ہے۔ تو پاکستان تحفہ سندھ ہے ۔ٹوٹل دریائے سندھ پہ ہماری اکانومی بیس کرتی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ایک طرف تو انڈیا کو کاؤنٹر کریں کہ وہ ہمارا پانی نہ روکے اور دوسری ہم irrigation system کو اپنے کو develop کریں ۔ Ministry of Irrigation کا کام ہے کہ وہ کینالوں کو پکا کریں۔ اس وقت Z. Institute کی ریسرچ کہ 40% water loss ہے وہ چونکہ ہماری نہریں کچی ہیں اس وجہ سے ہوتا ہے۔ تو اڑتالیس پرسنٹ water loss ہم صرف اپنے ملک میں کچی نہروں کی وجہ سے کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ریزولیوشن کی طرف آئیں۔

جناب حمل منیر : سر یہ دوسرا پوائنٹ ہے ریزولیوشن کا ۔ پہلا پوائنٹ دوست نے بتا دیا۔ میرا پوائنٹ ہے کہ efficient method جو ہے ہم implement کریں immediately۔ تو سر میں یہی کہنا چاہوں گا کہ Drip Irrigation۔

جناب سپیکر: against india کیسے ہے۔

جناب حمل منیر : Against India میرے دوست نے بتا دیا ہے ۔

جناب سپیکر: صحیح ہے ۔

جناب حمل منیر: سر میں صرف چار سجیشنز دینا چاہتا ہوں اور چار methodsبتاتا ہوں۔ سب سے پہلے تو ہمیں اپنے کینالز کو پکا کرنا ہے۔ ساری نہروں کو پکا کرنا ہے تاکہwater loss کم سےکم ہو۔ دوسرا ہمیں Drip Irrigation system introduce کرنا ہے پورے ملک میں تاکہ پانی ضائع نہ ہو ۔ تیسری ہمیں drop resistant plant کرنی چاہییں۔ کیونکہ پورے ملک میں پانی کی کمی مسئلہ ہے۔چوتھی بات یہ ہے کہ ہمیں ڈیلٹا کی حفاظت کرنی چاہیئے اور ہماری عوام کی اکثریت یہ نہیں جانتی کہ سمندر کی طرف پانی بھیجنا ضروری ہے اور یہwater loss نہیں ہے۔ Indus to down stream Kotary is a need and not a wastage.تو اس بات پہ ہمیں سوچنا چاہیئے اور ریزولیوشن ہم پاس کر رہے ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی فرمائیں۔

محترمہ گل اندام، میں نے سر اتنا کہنا ہے کہ یہ جو ریزولیوشن ہے اس کے دو پارٹس ہیں۔ ایکinternationally apply کرتا ہے اور ایک نیشنل لیول پر ہے۔تو جو پہلے بھائی نے کہا انہوں نے انٹرنیشنل پالیسی کو clarify کرنا تھا۔ یہ internal policy کو He was trying to elaborate over here. Thank you.

جناب سپیکر: جناب عبداللہ لک۔

جناب محمد عبداللہ لک: جناب سپیکر! پاکستان کی جو اکانومی

ہے وہ solely agriculture پہ depend کرتی ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان کی ستر فیصد آبادی اس فیلڈ میں employed ہے اور جب پاکستان کی سب سے بڑا میجر جو ہے وہ پرائمری سیکٹر ہے۔ مطلب ہے کہ ایگریکلچر جو ہے وہ پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ہمیں سب کو پتہ ہے کہ وہ پانی پہ dependant ہے۔ تو اس لحاظ سے پانی جو ہے جو ہماری سب سے بڑی انڈسٹری ہے اور جو ریڑھ کی ہڈی ہے پاکستان کی اس کے لئے بہت اہم ہے ۔جناب سپیکر! پانی کو ہم ایک artificially save کرتے ہیں جو کہ rain fall سے ہے۔ پندرہ فیصد rain fall پہ مبنی ہے irrigation اور پچاس فیصد ہمارے دریاؤں اور کینالز سسٹم سے ہوتی ہے۔یہ اس وجہ سے بہت اہم ہے کہ ہم اپنے کینالز اریگیشن سسٹم کو بہتر کریں۔ اس سوال کے دو حصہ ہیں۔ جو پہلا ہے اور انٹرنیشنل ہے اس کا وہ میرے خیال میں بہت ایک ٹیکنیکل ایشو ہے اور اس پہ بہت ریسرچ ریکارڈ ہے ۔ اس کے لئے میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ آپ فارورڈ کریں فارن افئرز والی کمیٹی کو اور دوسرا جو اس کا پہلو ہے اس پہ میں کچھ پوائنٹس بتانا چاہوں گا۔ اس میں یہ ہے کہ میرے خیال میں تین ان کے solutions جن سے water management بہتر ہو سکتی ہے ۔ایک تو میرے بھائی نے بتایا ہے lining of canals اور اس میں تھوڑا سا ایڈ کروں گا کہ اس سے پانی تو بچے گا ہی بچے گا اور دوسرا جو ہمارا water logging کا مسئلہ ہے وہ بھی حل ہو جائے گا۔ دوسرا canal closure کی بات ہے۔ حکومت کی پالیسی ہے کہ پانچ یا چھ ماہ کے بعد ایک دفعہ پانی روکا جاتا ہے اور پانی روک کے نہروں کو

صاف کیا جاتا ہے جس کو نہر بندی کہتے ہیں۔ اس کی جو ٹائمنگ ہے وہ بہت اہم ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ جب کوئی فصل کا سیزن ہوتا ہے جب اگائی ہوتی ہے اور اس کے لئے جب پانی چاہیے ہوتا ہے تو اس وقت یہ ہوتا ہے کہ نہریں بند ہوتی ہیں تو کسان کو پانی نہیں ملتا اور جب نہیں پانی چاہئے ہوتا ہے تو اس وقت نہریں چل رہی ہوتی ہیں۔ تو یہ بہت اہم ہے کہ ایک کینال جب بند کرنی ہوتی ہے جب بھل صفائی ہوتی ہے تو اس وقت ایسے ٹائم پر کیا جائے جب پانی required نہ ہو ۔ تیسری میں بات کرنا چاہوں گا water theft پہ یہ بہت اہم ایشو ہے کیونکہ water loss صرف یہ نہیں ہے ایجنڈا واٹر مینیجمنٹ ہے۔ تو اس کے اندر water theft بھی میرے خیال میں آتا ہے اور اس پہ لیجسلیشن کی تو میرے خیال میں ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ لیجسلیشن اس پہ ہو چکی ہے اور صرف مسئلہ implementation کا ہے۔ اس کی سزا بھی ہے اور سارا کچھ ہے ۔ صرف اس کو صحیح امپلیمنٹ کرنا چاہئے۔ تو میں آخر میں صرف یہی کہنا چاہوں گا کہ انڈیا والا جو پارٹ ہے اس question کا جس میں میں انڈس واٹر ٹریٹی ہے اور سارا کچھ ہے اور وہ میرے بھائی نے بہت پہلے کہہ دیا ہے تین دریا پہ وہ پہلے قابض ہونا چاہتے تھے اور تین اور انہوں نے کئے ہیں۔ تو ان کا میں احترام کرتا ہوں رائے کا ، لیکن میرے خیال میں یہ کمیٹی میں جانا چاہئے کیونکہ بہت یہ ٹیکنیکل ایشو ہے ۔ دوسرا جو میں نے تین آپ کو بتایا ہے water theft کا lining کا اور کینالز کی جو closure کا ٹائمنگ ہے اس پر غور ہونا چاہئے اور ڈیبیٹ ہونی چاہئے ۔ یہ تین میرے خیال میں میرے بہت اچھے

solutionsہیں۔ شکریہ ۔

جناب سپیکر: جناب لہراسپ حیات لیڈر آف اپوزیشن ۔

جناب لہراسپ حیات : Thank you for given time to me. میں ایک چیز کلیئر کرنا چاہوں گا۔ میرے دوستوں نے بات کی اور پوائنٹ آف آرڈر پر کلیریفائی بھی کر دیا ہے کہ سپیکر پورے ریزولیوشن کو مہربانی کر کے ایک دو دفعہ پڑھ لیا کریں اور اس کے جو مختلف پارٹس ہیں ان کو ذہن نشین رکھا کریں۔ دوسری چیز یہ ہے کہ موشن پہ تو ہماری بات ہوئی کہ وہ کمیٹی کو ریفر کیا جا سکتا ہے جو موشنز ہوتی ہیں legally اور جو ریزولیوشنز ہوتے ہیں میں اس کی طرف آ رہا ہوں۔ جو ریزولیوشن ہوتا ہے وہ ہاؤس کو یا پاس کرنا ہوتا ہے یا ریجیکٹ کرنا ہوتا ہے۔ اگر کسی نے کمیٹی کو بھیجنی ہے تو وہ اپنا صحیح ریزولیوشن لائے اور پھر وہ ریزولیوشن پاس ہوتا ہے تو پھر وہ کمیٹی کو جا سکتا ہے۔ تو یہ میں پوائنٹ دو کلیریفائی کرنا چاہتا ہوں۔ اگر کمیٹی کو بھیجنا چاہتے ہیں وہ صحیح اپنا نیا ریزولیوشن لائیں ۔ کیونکہ ریزولیوشن ہم نے پیش کیا ہے۔ یہ ریجکٹ ہو سکتا ہے یا پاس ہو سکتا ہے۔ تو ریزولیوشن کا یہ نہیں مطلب ہوتا ہے کہ ریفر کرنا اور باقی یہ ہے کہ میرے فاضل دوستوں نے کافی حد تک کلیریفائی کر دیا ہے اور خاص طور پر کچھ reservations ہوں گی کہ ملٹری پالیسی پر کہ ہمیں بھوکے مرنے سے بہتر ہے کہ ہم لڑ کے مریں۔ تو اس سے پہلے انہوں نے پہلا ایک جو aim تھا agressivepolicy کا وہ define کر دیا تھا ۔ کچھ دوست اس چیز پر

زیادہ فوکس کر رہے ہیں کہ جو aggressive military policy کی انہوں نے بات کی۔ وہ ملٹری پالیسی بہت بعد کی بات ہے ۔ وہ تو ہمارا dead end ہے ناں جہاں پہ مطلب کچھ نہیں کر سکتے ۔ ابھی تو ورلڈ بینک میں ہمارا کیس چلے گا اور چلتا رہے۔ تو بات یہ ہے کہ جو diplomatic policy, aggressive diplomacy کی بات کی وہ انہوں نے پہلے بات کی اور بعد میں dead end پہ جا کر aggressive military policy کی ہم نے بات کی۔ تو یہی میں کچھ clarification کرنا چاہتا تھا اور امید کرتا ہوں کہ جو parliamentary ethics ہیں اور parliamentary rules اور procedures ہیں ان پر انشاء اللہ میں یہ opinion دوں گا کہ سپیکر صاحب، لیڈر آف دی ہاؤس، ان کی طرف سے ممبرز، ہماری طرف سے ممبرز، کم از کم پہلے رولز کو جو ہے ناں کہ ریزولیوشن کا مطلب کیا ہوتا ہے ، موشن کا مطلب کیا ہوتا ہے ۔ ریزولیوشن کے کچھ پارٹس ہوتے ہیں۔ ان چیزوں کو تھوڑا سا کلیریفائی کرنے کی ضرورت ہے ہمیں آپس میں بیٹھ کر تاکہ جو ہاؤس کے اندر decorum maintain کر سکیں اور سب کا دماغ کلیئر ہو کہ ہم بات کس کے بارے میں کرتے ہیں۔ ریزولیوشن کے بارے میں بات کر رہے ہیں یا موشن کے بارے میں بات کر رہے ہیں ۔ شکریہ ۔

جناب سپیکر: محترمہ رباب صاحبہ ۔

سیدہ رباب زہرہ نقوی: شکریہ مسٹر سپیکر۔ بہت ہی اہم ایشو ہے اور اس کے اوپر ایک پراپر research اور proper ڈیبیٹ ہونی چاہئے۔ کیونکہ

ہم یہاں پہ ایک دو ریزولیوشنز پہ دوتین باتیں کر کے ایشو کا مسئلہ تو نہیں نکال سکتے ۔ مسٹر کھوڑو نے ہم کو دو solutions دئے ایک ڈپلومیٹک اور جیسے لیڈر آف دی اپوزیشن نے بھی کہا ہے کہ جب dead end پہ جا کے ہم military solution کی بات کرتے ہیں تو میں یہ بتا دوں اپوزیشن کو کہ حکومت پاکستان نے special envoy appoint ایک کیا ہوا ہے ۔ مسٹر جماعت علی شاہ جو Indus Water Commission کے envoy ہیں وہ جا کے ہماری negotiations کرتے ہیں انڈیا کے ساتھ اور ہمارا یہ کیس بھی چل رہا ہے ورلڈ بینک میں اور بگلیہار ڈیم کا جو ایشو تھا اس کے اوپر بہت ہی aggressive policy تھی حکومت کی اور ورلڈ بینک نے اپنا verdict دیا تھا اور انڈیا سے کہا تھا کہ modify کیا جائے اپنے ڈیمز کا ڈیزائن ، تو میرے خیال میں اس کو appreciate کرنا چاہئے کیونکہ گورنمنٹ کی ایک aggressive پالیسی ہے۔ جہاں تک بات آئی dead end کے اوپر جا کے ایک military solution کی تو میں یہ کہنا چاہوں گی کہ ہم کو اس situation تک پہنچنے کی کوشش ہی نہیں کرنی چاہئے ۔ ہم کو domestically اتنا سٹرانگ ہونا چاہئے کہ ہم انٹرنیشنل لیول پر جا کے ایک ملک ہو کے لڑ سکیں۔ یہاں پہ ہماری یونٹی نہیں ہے۔ اپوزیشن کوئی موقع ہی نہیں چھوڑتی حکومت کی ٹانگ کھینچنے کا۔ تو میں یہ کہوں گی ایک consensus کے ساتھ اگر اپروچ کیا جائے That would be even a more aggressive policy. I will come back to the military solution. یہ تو بہت ہی inappropriate suggestion ہے میں یہ کہوں

گی۔ کیونکہ ہم یہ ignore نہیں کر سکتے بات کہ ہماری آرمی پہلے ہی ایک جگہ
engage ہوئی ہوئی ہے۔ ایک جنرل کا worst nightmare ہے کہ two
fronts کے اوپر war ہو رہی ہو تو ہم تو اس حد تو جا ہی نہیں سکتے۔ یہ ہو
کیسے سکتا ہے کہ جا کے ہم ان کے dams bomb کر دیں۔ اس کا صرف
international diplomatic solution ہی ہونا چاہئے ۔ ملٹری کی تو بات
ہی نہیں کرنی چاہئے ۔ ہم جتنا کہنا چاہیں کہہ سکتے ہیں India regime,
JF-17 اور جو بھی ہم کہنا چاہیں۔ لیکن ہماری پوزیشن اتنی ہے ہی نہیں اور ہم
financially strong نہیں ہیں ۔ ہمارے جو major world partners ہیں
وہ خود ان کے انڈیا کے سات strong ties ہیں۔ یونائیٹڈ سٹیٹ ہم جس پر
سب سے heavily dependant ہیں اپنے آرمز کی امپورٹ کے لئے وہ انڈیا
کا آج کی current situation میں one of the closest allies ہے تو
ہم یہ کیسے isolation میں کہہ سکتے ہیں کہ ہم اس کا military solution کر
سکتے ہیں ۔ تو I would strongly oppose a military solution اور
جہاں تک diplomatic solution کا کی بات ہے وہ ہماری گورنمنٹ ویسے
ہی بہت strongly اس کو pursue کر رہی ہے ۔ہمارے انڈس واٹر کمیشن
کی نیو دہلی میں بھی میٹنگز ہوتی ہیں اور اسلام آباد میں بھی میٹنگز ہوتی ہیں۔
تو پہلے فیکٹس اینڈ فگرز کو چیک کرلیں اس سے پہلے کہ آپ ریزولیوشن
لے کے آئیں۔ شکریہ ۔

جناب سپیکر: جناب بلال جامی صاحب ۔

جناب بلال جامی: شکریہ جناب سپیکر۔ایوان میں اس موضوع پر کافی مفصل بحث ہو گئی ہے۔ لہذا میں چند ایک نکات کو یہاں پر بیان کروں گا۔ جناب سپیکر! اس بات سے اور اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ پانی کی اہمیت کیا ہے اور کس طرح سے پانی کی بہت ضرورت ہوتی ہے کسی بھی معاشرے میں۔ جناب سپیکر! بھارت کے ساتھ 1960 میں ہمارا سندھ طاس معاہدہ ہوا جس کے تحت ہم نے تین دریا مجموعی طور پر مستقل بنیادوں پہ بھارت کے حوالے کر دئے اور اس کی بنیادیں یہی تھیں کہ جو تین دریا پاکستان کو ملے ان میں سندھ چناب اور جہلم تھے کہ ان سے بھارت بالکل بھی کوئی پانی نہیں لے گا۔ مگر 1991 میں بھارت نے اس معاہدے کی خلاف ورزی کی اور بگلیہار ڈیم دریائے چناب پر بنانا شروع کیا۔ میں یہاں یہ کہنا چاہوں گا کہ سب سے پہلے اس ڈیم کو رکوانے کے لئے جدوجہد کرنی چاہئے۔ اس ڈیم پر مسلسل کام جاری ہے۔ بلکہ یہ اس وقت تقریباً تکمیل کے مراحل میں ہے۔ اس سلسلے میں میں ایک بات یہ کہنا چاہوں گا کہ اکرم ذکی صاحب وزارت خارجہ کے ترجمان پاکستان کے ' ان کا ایک بیان میں نے ایک جگہ پڑھا اور انہوں نے کہا کہ میں یہ بات یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ بھارت کے ساتھ اب جو ہماری تیسری جنگ ہو گی وہ پانی کے مسئلے پہ ہو گی اور فیصلہ کن ہو گی۔ اس ضمن میں اگر آپ دیکھیں جناب سپیکر! کہ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ سندھ کی زمین شیرینی اگلے اور پنجاب کی زمین پر پاکیزگی کے گل کھلیں۔ جی ہاں میرا اشارہ وہ ہماری دو اہم فصلوں پر

یعنی کپاس اور گنے کی طرف ہے۔ تو آپ کے یہ انتہائی ضروری ہے کہ آپ بھارت سے مذاکرات کے عمل کو نہ صرف تیز کریں۔ بلکہ انہیں عسکری حوالہ بھی دے دیں کہ اگر آپ نے بگلیہار ڈیم کی تعمیر کو نہ روکا اور ہمارے دریائے چناب پر سے پانی چوری کرنے کی کوشش کی تو ہم بگلیہار ڈیم کو بم سے اڑا دیں گے۔ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ پانی کا مسئلہ کا یہ مسئلہ پاکستان کو داخلی مسائل سے دوچار کرنے کی ایک سازش ہے۔ ایک عالمی سازش ہے۔ لہذا اس معاملے کو فریز نہ کیا جائے۔ یو این او میں لے جا کے اس عمل کو انتہائی تیزی سے کرنا چاہئے۔ اس حوالے سے ایک اور بات یہاں بتاتا چلوں کہ ایک بیان میں نے پڑھا تھا بھارت کے ایک سیاسی غنڈے کا جسے بال ٹھاکرے کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس نے کہا تھا کہ پاکستان یہ بات جان لے کہ بھارت کی آبادی اتنی ہے کہ اگر ہر گھر سے پانی کا ایک لوٹا بھی پاکستان پر بہایا گیا تو پاکستان اس میں بہہ جائے گا۔ میں ا ن سے صرف اتنی درخواست کرنا چاہتا ہوں ایوان کے توسط سے کہ آپ پانی کا لوٹا اپنی صفائی ستھرائی کے لئے رکھیں۔ ہمارے دریاؤں سے پانی چوری نہ کریں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب ذوالقرنین حیدر صاحب۔

جناب ذوالقرنین حیدر: بہت دیر کی مہرباں آتے آتے۔ کافی دیر سے میں انتظار کر رہا تھا۔ پچھلی قرارداد میں بھی میرا نام تھا۔ لیکن وہ وقت کی کمی کے باعث شائد نہیں آ سکا۔ اس وقت بھی میں نے یہی کہنا

تھا اور اب بھی یہی کہوں گا اور آج کی حزب اختلاف سے میں گزارش کروں گا کہ وہ اس ایوان کا وقت ضائع کرنا بند کرے اور مہربانی کر کے اپنے ریزولیوشن کی ڈرافٹنگ کے لئے وہ کسی ----

(جاری فالوڈ بائی 3A)